ناپاکی کی حالت میں عورت کو طلاق دینا کیسا؟

تحریر

ابو الامین مبین عطاری مدنی

نظر ثانی

مفتی انس رضا قادری مدظلہ العالی

(بانی، الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی و سنیئر مفتی ،دارالافتاء اہلسنت دعوت اسلامی)

the Light of Hadith & Fatwa

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کو ناپاکی کی حالت میں طلاق دینا کیسا ہے اور کیا اس حالت میں دی ہوئی طلاق ہوجاتی ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق وا لصواب

ناپاکی کی حالت میں موطوہ (جس سے مباشرت کی ہو) یا ایسی عورت جس سے خلوت صحیحہ ہوچکی ہو تو اس کو طلاق دینا ناجائز و حرام اور گناہ ہے لیکن طلاق واقع ہوجائے گی کیونکہ قرآن وحدیث میں حیض کی حالت میں طلاق دینے سے منع کیا گیا ہے اور شوہر پر رجوع کرنا واجب ہوگا، البتہ غیر موطوہ یا جس سے خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو اس کو حالت حیض میں طلاق دی جاسکتی ہے۔

نوٹ، خلوت صحیحہ یہ ہے کہ زوج زوجہ ایک مکان میں جمع ہوں اور کوئی چیز مانع جماع نہ ہو یہ خلوت جماع ہی کے حکم میں ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد فرمایا،

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَۚ-وَ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْۚ،

یعنی، اے نبی، جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر اُنھیں طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو اور اپنے رب اللہ سے ڈرو۔

تفسیر خازن میں اس آیت کے تحت فرمایا،

معناه يا أيها النبي قل لأمتك فأضمر القول إذا طلقتم النساء أي إذا أردتم تطليقهن فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ أي لزمان عدتهن وهو الطهر لأنها تعتد بذلك الطهر من عدتها وتحصل في العدة عقيب الطلاق فلا يطول عليها زمان العدة،

یعنی، اس کا مطلب ہے: "اے نبی ! اپنی امت سے فرما دیجئے اور اپنے کلام میں اخفاء رکھے، جب تم عورتوں کو طلاق دینا چاہو، یعنی اگر تم ان کو طلاق دینے کا ارادہ کرو، تو انہیں ان کی عدت کے وقت میں طلاق دو، یعنی اس وقت جب عدت شروع ہو سکے، اور وہ وقت پاکی کا ہے کیونکہ وہ اپنی عدت اسی پاکی کے ساتھ گزارے گی اور طلاق کے فوراً بعد عدت میں آجائے گی، اس طرح عدت کا دورانیہ طویل نہیں ہوگا۔"(تفسیر خازن، سورہ طلاق، آیت نمبر 1، جلد4، صفحہ نمبر305، التراث)

بخاری شریف میں ہے،

عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي غَلاَّبٍ يُونُسَ بن جبير قال:قلت لابن عمر: رجل طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ؟ فَقَالَ: تَعْرِفُ ابْنَ عُمَرَ، إِنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ له، فأمره أن يرجعها، فَإِذَا طَهُرَتْ فَأَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا، قُلْتُ: فَهَلْ عَدَّ ذَلِكَ طَلاَقًا؟ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ عجز واستحمق.

یعنی، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ ابو غلاب یونس بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا : میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ایک شخص نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی ؟ تو انہوں نے فرمایا : کیا تم ابن عمر کو جانتے ہو؟ ابن عمر نے بھی اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تھی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اس بارے میں ذکر کیا، تو نبی ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اس سے رجوع کریں، پھر جب وہ پاک ہو جائے اور طلاق دینا چاہے تو طلاق دے سکتا ہے۔ میں نے پوچھا: کیا اس طلاق کو شمار کیا گیا؟ انہوں نے فرمایا: کیا آپ سمجھتے ہو کہ وہ عاجز ہو گیا یا نادانی کا مظاہرہ کر رہا ہے؟ (بخاری شریف، کتاب الطلاق، جلد5، صفحہ نمبر2013، التراث)

ارشاد الساری شرح بخاری میں اس حدیث کے آخری الفاظ "أَرَأَيْتَ إِنْ عجز واستحمق" کے بارے میں فرمایا،

"أرأيته (إن عجز) عن فرض فلم يقمه (واستحمق) فلم يأتِ به أيكون ذلك عذرًّا له وقال النووي الهمزة في أرأيت للاستفهام الإنكاري أي نعم يحتسب الطلاق ولا يمنع احتسابه لعجزه وحماقته"

یعنی،"آپ کیا سمجھتے ہیں (اگر وہ فرض کو پورا کرنے میں ناکام رہے) اور نادانی سے کام لیا، تو کیا یہ اس کے لیے عذر ہو سکتا ہے؟علامہ نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ 'أرأيت' میں ہمزہ استفہام انکاری کے لیے ہے، یعنی ہاں، طلاق شمار کی جائے گی اور ان کے عجز اور نادانی کی وجہ سے اس کا شمار نہ کرنا ممنوع نہیں ہے۔"

(ارشاد الساری، کتاب الطلاق، جلد8، صفحہ نمبر129، التراث)

المحیط البرہانی میں ہے،

"فجعل الطلاق في حالة الحيض مكروهًا في حق المدخول بها، ولم يجعله مكروهًا في حق غير المدخول بها لأن الجميع إنما يكره لأنه بسبب يحسم باب النكاح وأنه لا يختلف، فأما الإيقاع في حق المدخول بها في زمان الحيض كره لأنه زمان التفرقة عنها فيكون إيقاعًا لا عن حاجة وجميع الأزمة في حق غير المدخول بها زمان كمال الرغبة فيها فكان الإيقاع عن حاجة فافترقا، والمرأة التي خلى بها زوجها في حق مراعاة وقت الطلاق بمنزلة المدخول؛ لأن الخلوة أقيمت مقام الدخول في بعض الأحكام فكذا في حق هذا الحكم احتياطًا"

یعنی، مدخول بہا عورت کو حالت حیض میں طلاق دینا مکروہ قرار دیا گیا ہے، اور غیر مدخولہ عورت کے حق میں مکروہ نہیں سمجھا گیا کیونکہ طلاق کا مکروہ ہونا اس لیے ہے کہ اس سے نکاح کے دروازے کو بند کیا جاتا ہے اور یہ وجہ مختلف نہیں ہوتی۔ جہاں تک حیض کے زمانے میں مدخولہ عورت کو طلاق دینے کا تعلق ہے، تو یہ مکروہ اس لیے ہے کہ یہ جدائی کا وقت ہے، لہذا اس وقت طلاق دینا ضرورت کے بغیر ہوگا۔ لیکن غیر مدخولہ عورت کے لیے طلاق دینے کا وقت کامل رغبت کا زمانہ ہوتا ہے، اس لیے طلاق دینا ضرورت کے تحت ہوگا، لہذا ان دونوں میں فرق ہے۔ اور وہ عورت جس کے ساتھ اس کے شوہر نے خلوت کی ہو،

طلاق کے وقت کے لحاظ سے مدخولہ کی مانند شمار ہوگی کیونکہ بعض احکام میں خلوت کو دخول کے برابر سمجھا گیا ہے، لہذا اس حکم میں بھی احتیاطاً ایسا ہی سمجھا جائے گا۔ (المحیط البرھانی، کتاب الطلاق، جلد 3، صفحہ نمبر 200، التراث)

النہایہ شرح ہدایہ میں ہے،

”أمّا الطّلاق في حالة الحيض ، وهو أنّه اقترن به معنى محرم، وهو تطويل العدّة، وكذلك في طهر قد جامعها فيه اقترن به معنى محرّم، وهو التباس أمر العدة عليها، فإنّه إذا طلّقها في طهر قد جامعها فيه تلبس أمر العدّة، فإنّها لا تدري أنّها حامل فتعتد بوضع الحمل، أو حائل فتعتد بالإقراء، وأمّا إذا طلّقها في طهر لم يجامعها فيه فقد انعدم هذان المعنيان، فيجوز من غير كراهة سواء وقع الثّلاث أو الواحدة، وهو معنى قولهم هذا طلاق صادف زمان الاحتساب مع زوال الارتياب “

یعنی، جہاں تک حیض کی حالت میں طلاق دینے کا تعلق ہے تو وہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایک مکروہ معنی شامل ہوتا ہے، یعنی عدت کا طویل ہونا۔ اسی طرح اس طہر میں طلاق دینا جس میں مباشرت ہو چکی ہو، اس میں بھی ایک مکروہ معنی شامل ہوتا ہے، یعنی عدت کے معاملے میں شک کا پیدا ہونا۔ کیونکہ اگر اس نے اس طہر میں طلاق دی جس میں مباشرت ہو چکی ہو، تو عدت کے معاملے میں الجھن پیدا ہوگی، کیونکہ یہ معلوم نہیں ہوگا کہ وہ حاملہ ہے یا نہیں، اگر حاملہ ہے تو عدت حمل کے وضع ہونے تک ہوگی، اور اگر حاملہ نہیں ہے تو عدت حیض کے تین ادوار پر ہوگی۔ لیکن اگر اس نے اس طہر میں طلاق دی جس میں مباشرت نہیں ہوئی، تو یہ دونوں معنی غائب ہو جاتے ہیں، اور ایسی طلاق بغیر کراہت کے جائز ہے، چاہے وہ تین طلاقیں ہوں یا ایک۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ طلاق ایسی حالت میں دی گئی ہے جب عدت کے آغاز کا وقت واضح ہو اور کوئی شک نہیں ہو۔“

(النہایہ شرح ہدایہ، کتاب الطلاق، جلد 8، صفحہ نمبر 11، التراث)

الجوہر النیرہ میں ہے،

وَإِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فِي حَالِ الْحَيْضِ وَقَعَ الطَّلَاقُ وَيُسْتَحَبُّ لَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا الِاسْتِحْبَابُ قَوْلُ بَعْضِ الْمَشَايِخِ وَالْأَصَحُّ أَنَّهُ وَاجِبٌ عَمَلاً بِحَقِيقَةِ الأَمْرِ وَهُوَ قَوْلُهُ لِعُمَرَ مُرْ ابْنَك فَلْيُرَاجِعْهَا وَكَانَ قَدْ طَلَّقَهَا وَهِيَ حَائِضٌ،

یعنی،"جب کسی نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی، تو طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ رجوع کرلے یہ استحباب بعض مشائخ کا قول ہے، اور صحیح قول کے مطابق رجوع واجب ہے، کیونکہ حقیقت میں امر (حکم) کا یہی مطلب ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اپنے بیٹے کو حکم دو کہ وہ رجوع کرلے، کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تھی۔"

(الجوہر النیرہ، کتاب الطلاق، جلد2، صفحہ نمبر32، التراث)

رد المحتار میں ہے،

لاَ بُدَّ أَنْ يَقُولَ: وَلاَ فِي حَيْضٍ قَبْلَهُ، وَلاَ طَلاَقٍ فِيهِمَا، وَلَمْ يَظْهَرْ حَمْلُهَا، وَلَمْ تَكُنْ آيِسَةً وَلاَ صَغِيرَةً كَمَا فِي الْبَدَائِعِ لِأَنَّهُ لَوْ طَلَّقَهَا فِي طُهْرٍ وَطِئَهَا فِي حَيْضٍ قَبْلَهُ كَانَ بِدْعِيًّا، وَكَذَا لَوْ كَانَ قَدْ طَلَّقَهَا فِيهِ وَفِي هَذَا الطُّهْرِ لِأَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَ تَطْلِيقَتَيْنِ فِي طُهْرٍ وَاحِدٍ مَكْرُوهٌ عِنْدَنَا.وَلَوْ طَلَّقَهَا بَعْدَ ظُهُورِ حَمْلِهَا أَوْ كَانَتْ مِمَّنْ لاَ تَحِيضُ فِي طُهْرٍ وَطِئَهَا فِيهِ لاَ يَكُونُ بِدْعِيًّا لِعَدَمِ الْعِلَّةِ أَعْنِي تَطْوِيلَ الْعِدَّةِ عَلَيْهِمَا نَهْرٌ،

یعنی،"ضروری ہے کہ یہ کہے: نہ حیض میں پہلے، نہ ہی حیض کے دوران طلاق دینا جائز ہے، اور نہ ہی ایسی حالت میں جب اس کا حمل ظاہر نہ ہو، اور نہ ہی وہ آئسہ ہو اور نہ چھوٹی بچی ہو، جیسا کہ البدائع میں ہے۔ کیونکہ اگر اس نے اس طہر میں طلاق دی جس میں حیض کے دوران مباشرت ہوئی تھی، تو یہ بدعی طلاق ہوگی، اور اسی طرح اگر اس نے اس طہر میں طلاق دی جس میں طلاق پہلے دی جا چکی تھی، تو ایک طہر میں دو طلاقیں دینا ہمارے نزدیک مکروہ ہے۔ اور اگر اس نے حمل ظاہر ہونے کے بعد یا ایسی عورت

کو طلاق دی جسے حیض نہیں آتا اس طہر میں جس میں مباشرت ہوئی تھی، تو یہ بدعی طلاق نہیں ہوگی کیونکہ ان دونوں پر عدت کا طول نہیں ہوگا، جیسے کہ نہر (کتاب) میں ذکر ہے۔"

(ردالمحتار، کتاب الطلاق، جلد 3، صفحہ 231، التراث)۔

فتاوی رضویہ میں ہے،

حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے کہ حکم فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ عدت کو پیش نظر رکھ کر طلاق دو مگر دے گا تو ضرور ہو جائے گی اور یہ گنہگار۔(فتاوی رضویہ، جلد 12، صفحہ نمبر 332، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بہار شریعت میں ہے،

غیر موطوہ کو طلاق دی اگرچہ حیض کے دنوں میں دی ہو یا موطوہ کو تین طہر میں تین طلاقیں دیں۔ بشرطیکہ نہ ان طہروں میں وطی کی ہو نہ حیض میں یا تین مہینے میں تین طلاقیں اُس عورت کو دیں جسے حیض نہیں آتا مثلاً نابالغہ یا حمل والی ہے یا ایاس کی عمر کو پہنچ گئی تو یہ سب صورتیں طلاق حسن کی ہیں۔ حمل والی یا سن ایاس والی کو وطی کے بعد طلاق دینے میں کراہت نہیں ۔یوہیں اگر اُس کی عمر نو سال سے کم کی ہو تو کراہت نہیں اور نو برس یا زیادہ کی عمر ہے مگر ابھی حیض نہیں آیا ہے تو افضل یہ ہے کہ وطی وطلاق میں ایک مہینے کا فاصلہ ہو۔

(بہار شریعت، طلاق کا بیان، جلد دوم، صفحہ نمبر 110، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

خلوت صحیحہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

"خلوت صحیحہ یہ ہے کہ زوج زوجہ ایک مکان میں جمع ہوں اور کوئی چیز مانع جماع نہ ہو یہ خلوت جماع ہی کے حکم میں ہے" (بہار شریعت، جلد دوم، صفحہ نمبر 68، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

هذا ماظهر لعبد الضعيف واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالصواب

کتبہ،

محمد مبین مدنی

یکم اگست ۲۰۲۴ بمطابق ۲۶ محرم الحرام ۱۴۴۶ھ

◆☆◆———

مزید احادیث وشرح، فتاوی اور آرٹیکل پڑھنے کے لئے سوشل میڈیا اکاونٹس فالو کریں۔

فیس بک پیج لنک۔

https://www.facebook.com/abuameenraza

ٹک ٹاک لنک۔

https://www.tiktok.com/@mobeen.raza.attari?_t=8oNuLFIpEzx&_r=1

انسٹاگرام لنک۔

?https://www.instagram.com/attar_rhnuma_hein

❄❄❄❄❄❄❄❄❄❄❄❄